بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ

الفضل

لاہور پاکستان

یوم دوشنبہ

جلد ۲ | ۱۵؍احسان ۱۳۲۷ہش | ۶؍شعبان ۱۳۶۷ھ | ۱۵؍جون ۱۹۴۸ء | نمبر ۱۳۴

شرح چندہ

سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱ ”
سہ ماہی ۶ ”
ماہوار ۲½ ”

قیمت فی پرچہ
ڈیڑھ آنہ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق اطلاع!

بذریعہ ڈاک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز معہ خدام بخیر و عافیت کوئٹہ پہنچ گئے ہیں۔ الحمد للہ۔ آئندہ حضور کا ڈاک کا پتہ یہ ہوگا:۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یارک ہاؤس۔ لٹن روڈ۔ کوئٹہ

سندھ اسمبلی پارٹی کے کئی ارکان کراچی کی علیحدگی پر راضی ہو گئے

کراچی ۱۴؍جون۔ موثق سیاسی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کراچی کی سندھ سے علیحدگی کے مسئلے پر بھی سندھ اسمبلی پارٹی کے دو دھڑے بن گئے ہیں۔ پارٹی میں یہ دھڑہ بندی وزیر اعظم پاکستان کی دو روزہ تقریر کے نتیجے میں پیدا ہوئی جو آپ نے وزیر اعظم سندھ کے بنگلے پر فرمائی۔ وزیر اعظم پاکستان کی تقریر سے پہلے ساری پارٹی اس امر پر متفق تھی۔ کہ کراچی کو کسی صورت میں بھی سندھ سے علیحدہ نہ کیا جائے۔ لیکن وزیر اعظم کے دوران تقریر میں اس بات کا یقین دلانے پر کہ یہ علیحدگی صوبے کی مالیات پر ہرگز اثر انداز نہ ہوگی۔ بلکہ اس کمی کو ضرور پورا کیا جائے گا۔ کچھ ممبران نے آپ کی رائے سے اتفاق کیا۔

وزیر اعظم پاکستان نے تقریر کے آخر میں ارکان اسمبلی کو تنگدلی دور کر کے پاکستان کے معاملات میں وسعت قلبی اور وسیع النظری سے کام لینے کی تلقین کی۔ (نامہ نگار)

حیدر آباد کے متعلق گفت و شنید فیصلہ کن مرحلے پر پہنچ گئی!

نئی دہلی ۱۴؍جون۔ حیدر آباد اور ہندوستان کے نمائندوں کے درمیان جو بات چیت آجکل یہاں ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ آج رات وہ فیصلہ کن مرحلہ پر پہنچ جائے گی۔ اور کوئی قطعی نتیجہ نکل آئے گا۔ حکومت نظام کے وزیر اعظم میر لائق علی اور نائب وزیر اعظم وینکٹا راما ریڈی بھی گفت و شنید میں حصہ لینے کے لئے آج تیسرے پہر ہوائی جہاز کے ذریعہ نئی دہلی پہنچ گئے ہیں۔ پہنچنے کے فوراً بعد انہوں نے نظام کے آئینی مشیر سر والٹر مانکٹن سے ملاقات کر کے تازہ صورت حال سے آگاہی حاصل کی۔ کہا جاتا ہے کہ سر والٹر مانکٹن کو حکومت ہند کی طرف سے بتا دیا گیا ہے کہ نظام کی آخری تجاویز حکومت ہند کو منظور نہیں ہیں۔ نیز حکومت نظام سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ آج فیصلہ کر کے بتا دے کہ آیا اُسے ہندوستانی تجاویز منظور ہیں یا نہیں۔

یو۔پی میں ”نوائے وقت“ پر پابندی

لکھنؤ ۱۴؍جون۔ حکومت یو پی نے لاہور کے روزنامہ ”نوائے وقت“ کا صوبہ بھر میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا ہے۔ اس سے قبل یو پی کی حکومت پاکستان ٹائمز پر بھی پابندی لگا چکی ہے۔

وزراء اعظم کی اہم کانفرنس آج شروع ہو رہی ہے

نئی دہلی ۱۴؍جون۔ کل یہاں ہندوستان اور پاکستان کے وزراء اعظم کی کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس میں ان معاملات پر غور کیا جائے گا۔ جن کے متعلق تا حال کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکا ہے۔ پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خان کل یہاں پہنچ رہے ہیں۔ وزیر خارجہ چودھری سر محمد ظفر اللہ خان اور سیکرٹری جنرل مسٹر محمد علی بھی آپ کے ساتھ ہوں گے۔

کشمیر کمیشن جولائی کے پہلے ہفتے میں ہندوستان پہنچ جائیگا

جنیوا۔ ۱۴؍جون۔ ایرک گورڈن کو کشمیر کمیشن کے سیکرٹیریٹ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا ہے۔ وہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر لی کے ذاتی نمائندہ کی حیثیت سے کام کریں گے۔ آپ ایک زمانہ میں ناروے کی طرف سے انگلستان میں سفیر رہ چکے ہیں۔ کل جنیوا میں کمیشن کی پہلی میٹنگ ہو رہی ہے۔ جس میں تمام ممبران شریک ہوں گے۔ امید ہے کمیشن جولائی کے پہلے ہفتے میں برِ عظیم پہنچ جائے گا۔

ڈاکٹر بشیر محمود کی شہادت!

لاہور ۱۴؍جون۔ آزاد کشمیر گورنمنٹ کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے کہ محترم ڈاکٹر بشیر محمود صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر میڈیکل سروسز آزاد کشمیر گورنمنٹ گذشتہ دنوں شہید ہو گئے ہیں۔ آپ آزاد کشمیر حکومت کے ایک نہایت ہی مخلص کارکن تھے۔ آپ نے آزاد افواج اور میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کی تنظیم میں بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ موجودہ تحریک حریت کو آرگنائیز کرنے میں نمایاں حصہ لیا اور خاص خدمات سر انجام دیں۔ آزاد گورنمنٹ اور ریاستی عوام نے آپ کی بے وقت موت کو بے حد محسوس کیا ہے۔

عربوں نے تمام محاذوں پر دوبارہ لڑائی شروع کرنے کا الٹی میٹم دے دیا

قاہرہ۔ ۱۴؍جون۔ فلسطین کی موجودہ صورت حال پر غور کرنے کے لئے عرب لیگ کے اعلیٰ کمانڈروں اور بڑے بڑے لیڈروں کی ایک اہم کانفرنس آج یہاں ہو رہی ہے۔ مصر کے وزیر اعظم نقراشی پاشا نے اس امر پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے کہ یہودی عارضی صلح کی سراسر خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ چنانچہ بین الاقوامی ثالث کاؤنٹ برناڈوٹ کو عربوں کا یہ الٹی میٹم پہنچا دیا گیا ہے۔ کہ اگر یہودیوں نے عارضی صلح کی شرائط پر سختی سے عمل نہ کیا۔ تو عرب تمام محاذوں پر لڑائی شروع کر دیں گے۔ کاؤنٹ برناڈوٹ نے سلامتی کونسل کو عارضی صلح پر عمل درآمد کے متعلق جو رپورٹ بھیجی ہے۔ اس میں یہودیوں کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے۔ نیز یہودیوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے عارضی صلح کی شرائط کو عمداً توڑا ہے۔

گاندھی جی کے مقدمۂ قتل کی سماعت

دہلی ۱۴؍جون۔ گاندھی جی کے قتل کے سلسلہ میں مقدمہ کی سماعت کے لئے جو سپیشل عدالت مقرر ہوئی ہے آج اس کا اجلاس ہوا۔ آج کے مختصر اجلاس میں ابتدائی کارروائی کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا گیا۔ اب مقدمہ کی باقاعدہ سماعت ۲۲؍جون سے شروع ہوگی۔

جالندھر ۱۴؍جون۔ گورمکھ سنگھ مسافر مشرقی پنجاب کی صوبائی کانگرس کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

(پرنٹر و پبلشر عبد الحمید بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے طبع کرا کر ۳۱ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا)

تاریخ غلاماں میں سے کچھ

از مکرم قاضی ظہور الدین صاحب اکمل

(۳)

۱۷- حضرت عبداللہ بن مبارک سے فُضَیل نے دریافت کیا کہ آپ ہمیں تو قوت لایموت پر قناعت سے بسر کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور خود خراسان سے قیمتی سامانِ تجارت لا لا کر بلدۂ حرام میں بھیجتے ہیں فرمایا تا میں اپنی آبرو محفوظ رکھ سکوں اور ضروریات زندگی کے لئے کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤں۔ بلکہ احکام خداوندی کی تکمیل میں زیادہ سے زیادہ مال خرچ کروں اور یتامیٰ ایامیٰ مساکین۔ فقراء کی جی کھول کر امداد کر سکوں۔

(ب) ایک بار کوئی حاجتمند ان کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ میں سات سو کا مقروض ہوں۔ آپ نے اپنے وکیل کو رقعہ لکھدیا کہ اسے سات ہزار روپے دیئے جائیں۔ وکیل نے دریافت حال کے بعد پوچھا کہ اسے تو سات سو چاہیئے۔ آپ نے رقعہ سات ہزار کا لکھدیا اور حال یہ ہے کہ خزانہ بھی تقریباً خالی ہے۔ ارشاد ہوا کہ بھائی اب تو جو لکھ چکا ہوں وہ اسے دینا ہی ہوگا

(ج) آپ طرطوس سے واپسی پر ایک سرائے میں ٹھہرا کرتے تھے۔ ایک نوجوان اس مدت قیام میں ان کی خدمت کرتا ایک بار آپ نے وہاں شب بسری کی تو اسے نہ پایا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ دس ہزار درہم قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے قید ہے۔ آپ نے دس ہزار درہم قرضخواہ کو ادا کردیئے اور خود رات ہی کو چلدیئے۔ نوجوان رہائی پر بہت حیران ہوا اسے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مبارک نے اس رات یہاں قیام فرمایا تھا وہ نوجوان آپ کے پیچھے بھاگا اور آپ سے ملاقی ہوا۔ اور اپنا حال بتایا کہ میں جیلخانے میں تھا۔ کسی مخیر نے میرے قرض کی رقم ادا کردی۔ اللہ جزائے خیر بخشے۔ وہ منتظر رہا کہ آپ فرمائینگے ہاں میں ہی نے وہ رقم ادا کردی ہے۔ مگر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے اور یہ راز اس پر نہ کھولا

(د) آپ حج کے لئے روانہ ہوتے تو بہت سے رفقاء کو ہمراہ لے لیتے اور ان کا تمام خرچ اپنے ذمے رکھتے یہاں تک کہ واپسی پر تحائف وہدایا بھی مہیا کر دیتے۔

یحیٰ بن سعید۔ بنو تمیم کے غلام تھے۔ بصرہ کے رہنے والے قرآن مجید کی تلاوت کا از حد شوق تھا بیس سال یہ معمول رہا کہ ہر رات قرآن مجید ختم کر دیتے اور نماز باجماعت کے ایسے پابند کہ چالیس سال کی مدت میں ایک مرتبہ بھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی آپ ہاتھ میں ایک تسبیح رکھتے تھے۔ اور برابر ذکر اللہ میں مشغول۔ خورد ونوش کا یہ حال کہ جو کچھ بجو کی روٹی یا سوکھے کھجور۔ الحمد للہ کہکر کھا لیتے کسر نفسی ایسی کہ پڑوسی نے ایک بار سخت سست کہا فرمایا۔ بہتر زانم کہ تو ہی گفت آنی۔ میں تو اس سے بھی زیادہ ناقص وکمزور ہوں۔

۱۸ ابو عبداللہ محمد۔ بنو شیبان کے غلام۔ بدو شباب ہی میں کمال علم سے مرجع خلق بن گئے۔ بیس سال کی عمر میں درس دیا کرتے ان کے والد امام ابو حنیفہ کی خدمت میں انہیں لے کر حاضر ہوئے کہ اسے تعلیم و تربیت دیجئے۔ امام نے غیر معمولی حسن وجمال دیکھ کر فرمایا۔ اے بھائی اس لڑکے کے بال مونڈ دو اور کپڑے معمولی پہناؤ تا لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہوں۔ آپ فرماتے تعمیل ارشاد ہوگئی۔ لیکن نزدت عند الحق جمالاً۔ آپ کی تصانیف اسلامی فقہ کی بنیاد ہیں۔ بعض نے ان کی تعداد ۹۹۹ بتائی ہے مؤطا امام محمد آپ ہی کا ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ آپ مجلس میں بیٹھے تھے۔ خلیفہ ہارون رشید آ گئے۔ سب ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ مگر آپ نہ اٹھے۔ خلیفہ نے پوچھا کہ آپ کیوں کھڑے نہیں ہوئے جواب دیا۔ جس طبقے میں آپ نے مجھے داخل کر رکھا ہے۔ اس کا شرف قائم رکھنے کے لئے آپ کے ابن عم (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص یہ خواہش کرے کہ لوگ میرے لئے کھڑے ہوں (کھڑے رہیں) اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ یہ درباری جو کھڑے ہوئے تو اچھا کیا کہ دشمن پر رعب پڑتا ہے اور میرا نہ کھڑا ہونا بھی اس بات کا نشان ہے کہ آپ کے عہد میں اتباع سنت نبوی بھی محفوظ وجاری ہے

۱۰- یزید بن ہارون۔ بنو سلم کے غلام۔ خود فرماتے تھے مجھے ۲۴ ہزار حدیث یاد ہے اور اس پر مجھے فخر نہیں۔ عاصم بن علی کا بیان ہے کہ آپ کو چالیس سال تک میں نے دیکھا۔ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے۔ تمام رات قیام میں گزار دیتے ایک شخص نے حضرت یزید سے پوچھا آپ رات کو کتنی دیر سوتے ہیں۔ جواب دیا۔ اگر میں رات کے کسی حصے میں سوؤں تو خدا میری آنکھوں کو نیند سے محروم کردے۔ گریہ اسحار سے آپ کی دو نو آنکھیں جاتی رہیں۔

۲۱ــ لیث بن سعد بھی غلام تھے۔ آپ نے امام زہری کا زمانہ پایا تحصیل علم کا بے حد شوق تھا چنانچہ آپ اہل مصر کے امام ہوئے۔ ابو جعفر منصور نے آپ کو والیٔ مصر کا عہدہ پیش کیا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ تاہم مصر کا گورنر اور قاضی آپ کی تابع مرضی رہتے تھے۔ آپ کی سالانہ آمد اسی ہزار دینار رہتی۔ سخی بھی حد درجے کے تھے۔ ابن صالح کہتے ہیں۔ میں بیس سال ان کی خدمت میں رہا کبھی نہ دیکھا کہ صبح یا شام کا کھانا۔ بغیر ایک جماعت کے کھایا ہو۔ امام مالک نے لکھا۔ بیٹی کی رخصتی کے لئے مجھے عصفر (کسنبہ) چاہیئے۔ آپ نے تیس گٹھے بھجدیئے۔ کپڑے وغیرہ رنگنے کے بعد فروخت کیا۔ تو پانسو دینار وصول ہوئے۔ آپ کے پہنے ہوئے کپڑوں سمیت انگوٹھی کی قیمت کا تخمینہ ایک شخص نے بیس ہزار درہم لگایا۔ آپ احباب کے لئے فالودہ تیار کراتے اور فرماتے جو سب سے زیادہ کھائے اسے تنخ دینار انعام۔

۲۲ــ عبدالرحمن بن مہدی۔ بصرہ کے رہنے والے قبیلہ ازد کے غلام۔ تنقید حدیث کا خاص ملکہ تھا ایک شخص نے آپ سے پوچھا آپ کس طرح صحیح حدیث کو غیر صحیح حدیث سے پہچان لیتے ہیں۔ جواب دیا طبیب مجنون کو کیونکر جھٹ پہچان جاتا ہے۔ صراف سکّے کو کیسے پرکھ لیتا ہے کثرت غور و فکر و تواتر ذکر سے ایک ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ کے زہد و ورع کا یہ عالم کہ خود بیان فرماتے ہیں۔ میں اپنے بھائی کے ساتھ تجارت میں شراکت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ لاکھوں نفع ہوا۔ مگر مجھے کچھ شبہ پیدا ہو گیا۔ اس لئے میں نے اپنا حصہ بھی بھائی کو دیدیا۔ مگر خدا کی شان تمام مال مجھے واپس مل گیا۔ بھائی نے اپنی تینوں بیٹیوں کی شادی میرے لڑکوں سے کردی۔ اور میں نے اپنی بیٹی بھائی کے لڑکے کو دیدی۔ بھائی کا انتقال ہو گیا میرے والد اس کے ترکہ کے وارث ہوئے۔ والد کی وفات پر سب مال میرے فرزند کو منتقل ہو گیا۔

۲۳- محمد بن یحیٰ نیشاپوری بنی ذہل کے غلام۔ آپ نے علم (حدیث) کی جستجو میں مکہ۔ مدینہ۔ مصر و شام عراق وخراسان یمن والجزائر کے سفر کئے۔ بصرہ اٹھارہ مرتبہ آئے گئے۔ فرماتے ہیں ان علمی سفروں میں ڈیڑھ لاکھ درہم خرچ کیا۔ آپ کے بیٹے کا بیان ہے۔ سخت گرمی کے دنوں میں دوپہر کے وقت میں مکان میں داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں والد ماجد (محمد بن یحیٰ) کتبخانہ میں چراغ روشن کئے۔ تصنیف میں منہمک ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ آپ کچھ دیر آرام فرما لیتے۔ فرمایا۔ بیٹا اس سے بڑھ کر کیا چیز موجب راحت ہے۔ کہ میں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام کی معیت میں ہوں۔ ابن خزیمہ آپ کا نام امام عصر سے لیتے تھے۔

۲۴- محمد بن عمر (الواقدی) واقدی کو مغازی وسیر سے دلچسپی تھی۔ آپ کو خلیفہ مامون نے بغداد کے حصہ شرق کا قاضی بنا دیا تھا۔ خلیفہ مامون نے آپ کو ایک رقم بھیجی اور لکھا کہ آپ میں دو خصلتیں ہیں سخاوت دوم حیا۔ آپ اپنا ایک عجیب واقعہ بیان فرماتے ہیں

عید آ گئی اور میرے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک دوست کے پاس گیا۔ اس نے کئی سربمہر تھیلیاں میرے سامنے رکھدیں۔ کوئی ایک لاکھ دو سو درہم ہوگا میں گھر آیا تو ایک ہاشمی دوست آئے اور اپنی پریشانی اور افلاس کا ذکر کیا میں نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا اور کہا آؤ؟ ان تھیلیوں کو انہیں دے دیتے ہیں۔ بیوی نے کہا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف رشتہ رکھتے ہیں۔ سب ہی ان کو دے دیں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اب اتفاق دیکھیئے کہ اس پہلے تاجر دوست کو فوری ضرورت پیش آ گئی اور وہ اسی ہاشمی کے پاس گیا۔ ہاشمی نے وہ سب تھیلیاں اسے دیدیں۔ اس نے تھیلیوں پر اپنی مہر دیکھی تو سخت حیرت ہوئی۔ وہ میرے پاس آیا کہ یہ کیا بات ہے۔ میں نے سب قصہ کہہ سنایا۔ آخر ہم تینوں اکٹھے ہوئے اور یہ قرار پایا کہ تینوں ان کو بانٹ لیتے ہیں۔ کیونکہ تینوں حاجتمند ہیں۔ ہوتے ہوتے اس واقعہ کی خبر یحیٰ بن مالک برمکی کو پہنچی اس نے مجھے (واقدی) طلب کیا اور یہ عجیب وغریب واقعہ سنکر دس ہزار دینار دیئے کہ دو دو ہزار تم تینوں لے لو اور چار ہزار اپنی سیر چشم بیوی کو دیدو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔

۲۵- ابو زرعہ عبید اللہ۔ قریشی غلام۔ قوت حافظہ بدرجہ کمال تھی۔ خو فرماتے ہیں۔ میں بغداد کے بازاروں سے گذرتا تو کانوں میں انگلیاں دے لیتا۔ گانے کی آواز دماغ میں مرتسم نہ ہو جائے ایک شخص نے قسم کھالی کہ اگر ابو زرعہ کو ایک لاکھ حدیث یاد نہ ہو تو بیوی پر طلاق آپ نے سنا تو فرمایا۔ بیوی پر طلاق نہیں وہ ٹھیک کہتا ہے۔ میں ایک لاکھ سے جس حدیث کو بھی سنوں پہچان جاؤنگا

ایک دفعہ علماء حدیث کی ایک جماعت مسجد میں آپ سے ملنے آئی اور سوال کیا۔ محراب پر کچھ لکھنا جائز ہے؟۔ فرمایا مکروہ ہے۔ ان لوگوں نے کہا تو آپ کی مسجد کے محراب پر کیوں لکھا ہے۔ فرمایا۔ سبحان اللہ مجھے خبر نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ایک مومن نماز پڑھنے آئے اور اپنے

(باقی صفحہ ۷ پر)

روزنامہ الفضل
۱۵ جون ۱۹۴۸ء

تعلق باللہ

ہم نے الفضل ۳ جون ۱۹۴۸ء میں حکومت الٰہیہ کے زیر عنوان اس امر کی توضیح کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ قرآن کریم کی آیہ ان الحکم الا للہ کی روشنی میں حکومت الٰہیہ کا تصور کیا ہے۔ اس میں ہم نے یہ ثابت کیا تھا۔ کہ انبیاء علیہم السلام کا حکومت الٰہیہ یا خدا کی بادشاہت کا تصور اس قسم کا محدود تصور نہیں تھا۔ جس طرح کا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت کے یہودیوں کا "یہودیوں کے بادشاہ" کا تصور تھا۔ یا جس طرح آجکل کے بعض ان مسلمانوں کا تصور ہے۔ جو شریعت اسلامیہ کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور جن کا خیال ہے۔ کہ صرف حکومت کا ڈنڈا ہی مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنا سکتا ہے۔ ہم نے ان لوگوں سے عرض کیا تھا۔ کہ جتنا زور وہ حکومت سے شریعت کے نفاذ کے لئے لگا رہے ہیں۔ اس سے نصف نہیں چوتھائی حصہ ہی وہ شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لئے زمین تیار کرنے میں بھی صرف کریں۔ نہیں۔ بلکہ پہلے ہم کو چاہیئے کہ ہم خود اس بادشاہ کو پہچانیں اور اس سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ جس کی حکومت ہم قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ جس بادشاہ سے کوئی تعلق واسطہ ہی نہ ہو۔ کوئی اس کی حکومت کس طرح قائم کر سکتا ہے۔ پھر ہم نے یہ عرض کیا تھا۔ کہ آجکل دنیا اتنی مادہ پرست ہو گئی ہے۔ کہ کوئی ماننے کو تیار نہیں۔ کہ خدا بندوں سے کلام کرتا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں مکمل عبارت یوں ہے۔

> آپ کہیں گے خدا کا قانون قرآن پاک اور رسول اللہ کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اس پر ہمارا ایمان ہے یہی کافی ہے بیشک آپکا ایمان ہے۔ ہم مانتے ہیں لیکن آپ اس کا دوسروں کو کیا ثبوت دے سکتے ہیں۔ آج کوئی بھی دوسرا یہ ماننے کو تیار نہیں۔ کہ خدا بندوں سے کلام کرتا ہے۔ ان کا فلسفہ ان کی سائنس ان کو یہی سکھاتی ہے۔ پھر آپ ان کو کس طرح یقین دلا سکتے ہیں۔ کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے فرستادہ ہیں۔ اور قرآن کریم ان پر خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس لئے اس میں جو قانون ہے وہ اللہ تعالےٰ کا قانون ہے۔ غیر تو غیر آپ یہ بات تو اب خود مسلمانوں سے بھی نہیں منوا سکتے۔ مغربی فلسفہ نے ان کو بھی اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی کا منکر کر دیا ہے۔ اگر کوئی شخص انکار کرے کہ قرآن میں جو قانون ہے وہ خدا تعالےٰ کا وضع کردہ ہے۔ تو آپ اسکو کس طرح قائل کر سکتے ہیں۔ بلکہ ہمیں تو یہ بھی ڈر ہے۔ کہ خود آپ کے دل میں اگر شک پیدا ہوا ہو تو آپ بھی اپنے آپ کو یہ یقین نہیں دلا سکتے۔ کہ قرآن کریم واقعی خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ . . . . . جب تک آپ بچشم خود وہ زندہ نشان نہ دیکھیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہو۔ کہ خدا تعالےٰ انسانوں سے کلام کر سکتا ہے۔ اس وقت اور صرف اس وقت آپکو پورا یقین آئیگا کہ اس دنیا ومافیہا کا بادشاہ حقیقی بادشاہ موجود ہے۔ جس کی بادشاہت ہماری تمام انفرادی اور اجتماعی زندگی پر قائم ہوتی ہے۔ اور یہی ہے مفہوم حکومت الٰہیہ کا یہی ہے مفہوم قرآن کریم کی حکومت کا یہی ہے مفہوم۔ تمام انسانی قوانین پر الٰہی قوانین کی فتح کا۔

کوثر کے مدیر محترم نے "خدا تعالےٰ کا کلام ہے" اور "جب تک آپ بچشم خود" کے "ہے" اور "جب" کے درمیان جو نقطے عبارت کو زوردار بنانے کے لئے دیئے گئے تھے نظر انداز کر کے عبارت کو خلط ملط کر دیا ہے۔ اور مندرجہ ذیل جملہ بنا دیا ہے

"جب تک آپ بچشم خود وہ زندہ نشان نہ دیکھیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہو۔ کہ خدا تعالےٰ انسانوں سے کلام کر سکتا ہے۔ اس وقت اور صرف اس وقت آپ کو پورا یقین آئے گا کہ اس دنیا ومافیہا کا بادشاہ حقیقی موجود ہے۔

اور پھر آپ ہی عبارت پر اعتراض بھی جڑ دیا ہے۔ حالانکہ پہلا جملہ "کلام کر سکتا ہے" پر ختم ہو گیا تھا۔ اور "اس وقت" سے نیا جملہ شروع ہوا تھا۔ خیر اسکو جانے دیجئے۔ اب اس عبارت پر آپ کی معنوی تنقید ملاحظہ فرمایئے فرماتے ہیں۔

> مطلب کہنے والے کا یہ ہے کہ جب تک آپ یہ تسلیم نہ کرلیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی سے اللہ تعالےٰ ہمکلام ہو چکا ہے اس وقت تک آپ کو اس بات کا یقین نہیں آسکتا۔ کہ اس کائنات کا بادشاہ اللہ ہے۔

مگر مشکل تو یہ ہے کہ معترض امکان عدم امکان کی بحث ہی میں الجھا ہوا ہے اور روئے زمین پر ایسے بندگان خدا موجود ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی سے اللہ کے ہمکلام ہونے کو تسلیم نہیں کرتے۔ تاہم ان کو یقین ہے۔ کہ اس کائنات کا حقیقی بادشاہ اللہ ہی ہے۔ اور ایسے بندگان خدا بھی اسی روئے زمین پر موجود ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کو ملہم من اللہ مانتے ہیں۔ مگر ان کو پورا یقین نہیں۔ کہ اللہ ہی اس کائنات کا حقیقی بادشاہ ہے۔ جو لوگ اللہ ہی کو اس کائنات کا حقیقی بادشاہ مانتے ہیں۔ وہ اس امر کے محتاج نہیں ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مرزا غلام احمد قادیانی سے ہمکلام ہو کر دکھائے تو ان کو اسکے وجود اور اس کی بادشاہت کا یقین آئے۔ بلکہ ان کے لئے یہ بات کافی ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ نے کلام فرمایا اپنی کتاب ہدےٰ عطا فرمائی۔ اور اللہ کی حاکمیت حقیقی کا زندہ جاوید ثبوت دنیا میں چھوڑ دیا۔ اب اگر کسی شخص کو محمد عربی ہاشمی مدنی صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا سے ہمکلام ہونا خدا کی بادشاہت کا یقین نہیں دلا سکتا۔ تو مرزا ئے قادیانی کے ادعا سے اسے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے جن کا ادعا بھی محل نظر ہے۔ جن محرومان قسمت کی راہ نمائی نبی کی تعلیم نہ کر سکی۔ ان کو خدا کی بادشاہت کا یقین وہ متنبی کیونکر دلا سکے گا۔ جس کا فخر یہ ہو کہ انگریزی حکومت اس کے لئے ولی امر ہے۔ جو خدا کی بادشاہت کے مقابلے میں اپنی بادشاہت کا تخت بچھانا چاہتی تھی۔ اور جو دین کے بارے میں یہ تصور رکھتا تھا۔ کہ اسکے کئی ٹکڑے کیئے جا سکتے ہیں۔ ایک حصہ خدا کے حوالے دوسرا طاغوت کے۔ آزادی اسلام کا مطلب اس کے نزدیک اتنا ہی تھا۔ کہ سجدے کی اجازت تھی۔

چونکہ آپ کا تصور حکومت الٰہیہ وہی ہے۔ جو بنی اسرائیل کا "بادشاہ" کے متعلق تھا۔ اس لئے آپ اصل سوال سے تو گریز کر گئے ہیں۔ اور وہی فریسیوں والا فرسودہ طریق طعن و تشنیع سب و شتم وغیرہ استعمال کرنے لگے ہیں۔ آجکل اس طرز تنقید کا نمایاں ترین مظاہرہ سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں کیا گیا ہے۔

اصل سوال تو یہ تھا کہ "تعلق باللہ" کوئی چیز ہے کہ نہیں اور اسلام کو "تعلق باللہ" سے کوئی تعلق واسطہ ہے کہ نہیں۔ لیکن چونکہ آپکو تعلق باللہ سے بالکل انکار ہے۔ کیونکہ آپ کو نہ تو اس کا کوئی ذاتی تجربہ ہے۔ اور نہ آپ کے سامنے کوئی ایسی زندہ مثال ہے۔ جس سے آپ کو ثابت ہوتا۔ کہ اب بھی اللہ تعالےٰ سے بندوں کا تعلق ہو سکتا ہے اس لئے اپنی اس محرومی کو چھپانے کے لئے ان لوگوں کی ہنسی اڑانے اور ان کی تحقیر کرنے کو ہی غنیمت سمجھ لیا ہے۔ جن کا دعوےٰ ہے کہ اس بیسویں صدی عیسوی میں بھی خدا اسی طرح زندہ خدا ہے۔ جس طرح وہ حضرات آدم۔ نوح۔ ابراہیم موسےٰ عیسےٰ انبیاء علیہم السلام اور حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت زندہ خدا تھا۔ جن کا دعوےٰ ہے کہ اس چودھویں صدی ہجری میں بھی اللہ تعالےٰ سے تعلق رکھنے والے انسان اسی طرح پیدا ہو سکتے ہیں۔ جس طرح حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے لے کر حضرت سید احمد بریلوی علیہ الرحمۃ تک پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور جو دنیا میں حکومت الٰہیہ کو ان تمام و کمال معانی میں سمجھ کر اس کے قیام کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ جن کی طرف اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں ان الحکم الا للہ کے الفاظ سے اشارہ کیا ہے۔

ہمارا دعوےٰ یہ ہے کہ جو شخص نہ تو اللہ تعالےٰ سے کوئی ذاتی تعلق رکھتا ہے۔ نہ اسکو یقین ہے کہ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو سکتے ہیں

جس کو اللہ تعالےٰ سے تعلق ہو۔ اور نہ جس نے اللہ تعالےٰ کے زندہ نشان بچشم خود دیکھے ہوں اس کا ہرگز اس بات پر بھی حقیقی ایمان نہیں ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ نے کلام فرمایا۔ اپنی کتاب ہدایت عطا فرمائی۔ اور اللہ تعالےٰ کی حاکمیت حقیقی کا زندہ جاوید ثبوت دنیا میں چھوڑ دیا۔" باقی رہا وہ ایمان جس ایمان کی موجودگی کا اپنے مقالہ میں ہم نے اعتراف کیا ہے۔ تو ہمارا دعوےٰ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو کائنات کا حقیقی بادشاہ تصور کرنے کے لئے یہ ایمان ہرگز کافی نہیں ہے۔ اس کا پہلا ثبوت تو وہی آپ کا محدود تصور ہے۔ جو حکومت الٰہیہ کا آپ نے بنا رکھا ہے۔ اور جس کے لئے آپ حکومت سے مطالبات کرتے ہیں۔ آپ کا اللہ تعالےٰ کی بادشاہت کا تصور ویسا ہی بادشاہت کا محدود تصور ہے۔ جیسا کہ انگریزوں کا جارج ششم کی بادشاہت کا تصور یا زیادہ سے زیادہ یہودیوں کا "یہودیوں کے بادشاہ" کا تصور۔ عملاً آپ کا اللہ کے بادشاہ ہونے کا تصور زمین سے اٹھتا ہے۔ اور زمین پر ہی ختم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ زمینی حکومت سے اس کی بادشاہت کو شروع کرتے ہیں۔ اور پھر حکومت کے ڈنڈے سے لوگوں کے دماغوں میں اسکی بادشاہت ٹھونسنے کے قائل ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کے خیال میں اسلامی حکومت کو قائم ہوتے ہی یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ارد گرد کی حکومتوں پر اسلام ٹھونسنے کے لئے بلا اطلاع ہلّہ بول دے۔ کیونکہ مولانا مودودی صاحب نے آپ کو یہ انوکھی حدیث سنائی ہوئی ہے۔ کہ اس رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بغیر اس بات کا انتظار کئے۔ کہ دیکھیں جو تبلیغی خط شاہ روم کو بھیجا گیا تھا۔ اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ سلطنت روم سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی تھی۔ (رسالہ جہاد فی سبیل اللہ مصنفہ مودودی) چونکہ جہاد فی سبیل اللہ کا یہ ہلاکو خانی تصور قرآن کریم کے چند ٹکڑوں کو ان کے ماحول سے جدا کر کے بنایا گیا ہے۔ اس لئے ہم کو یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ اسکی کتاب اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو آپ کا ایمان ہے۔ وہ محض رسمی اور اسمی ایمان ہے۔ حقیقی ایمان نہیں ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہی ہے۔ کہ آپ اللہ تعالےٰ کو کائنات کا حقیقی بادشاہ ہرگز نہیں مانتے۔ آپکی تمام عملی جدوجہد اسپر شاہد ہے۔ کہ آپ حکومت الٰہیہ کو صرف "زمینی حکومت" تک محدود سمجھتے ہیں۔ اور آیہ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کو اسکے حقیقی وسیع معنے سے محروم کر کے صرف اپنے خواہشاتی محدود معنے دیتے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے موجودہ مصائب کا علاج صرف یہی ہے کہ ان پر وہ خواہشاتی زمینی حکومت مسلط ہو۔ جس کے قائم ہوتے ہی مسلمانوں کا فرض ہو جائے گا۔ کہ ایک طرف تو وہ مشرقی پنجاب پر حملہ کر دیں۔ اور دوسری طرف افغانستان کو۔ تاخت و تاراج کر کے رکھ دیں۔ کیونکہ حق اگر "دریائے ستلج کے اس پار اور درہ خیبر کے اس طرف حق ہے۔ تو دریائے ستلج کے اس پار اور درہ خیبر کے اس طرف بھی حق ہے" (رسالہ جہاد فی سبیل اللہ مصنفہ مودودی)

اس لئے آپ کا یہ فرمانا کہ "روئے زمین پر ایسے بندگان خدا موجود ہیں۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی سے اللہ کے ہمکلام ہونے کو تسلیم نہیں کرتے۔ تاہم ان کو یقین ہے۔ کہ اس کائنات کا حقیقی بادشاہ اللہ ہی ہے۔" کم سے کم آپ پر چسپاں نہیں ہوتا۔ نہ محض اس لئے کہ آپ مرزا غلام احمد علیہ السلام سے اللہ کے ہمکلام ہونے کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ تو ایک بہت بڑی بات ہے۔ اور "تا نہ بخشد خدائے بخشندہ" نصیب نہیں ہوتی۔ بلکہ اس لئے کہ آپ اب کسی بندۂ خدا کے اللہ سے ہمکلام ہونے کے سرے سے ہی قائل نہیں ہیں۔ نہ اپنے سے اور نہ کسی اور سے آپ نے اللہ تعالےٰ کے "آئینۂ سکوت ابدی" کا ایک بت اپنے دل کے اندر بٹھا لیا ہوا ہے۔ جس کو آپ پوجتے ہیں۔ یہاں ہم شاہ اسمٰعیل شہید علیہ الرحمت کی کتاب صراط مستقیم کا آخری جملہ نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

> "ان چند کلمات میں جو حضرت سید صاحب (سید احمد بریلوی علیہ الرحمۃ) کے حالات کے اجمالی اشارات پر مشتمل ہیں۔ بڑے بڑے فائدے ہیں اور بڑی بڑی منفعتیں ہیں۔ . . . . . منجملہ ان کے زمانہ کے جاہلوں کو تنبیہ کرنا ہے کہ انہوں نے ولایت ربانی کو ممتنعات عقلیہ سے شمار کر کے اوائل امت پر اسے منحصر سمجھ کر انقطاع نبوت کی طرح ولایت کے انقطاع کے بھی قائل ہو گئے ہیں فقط والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاھراً و باطناً وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وسلم

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تعلق باللہ کا انکار شاہ صاحب کے زمانہ میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ اور بعض لوگوں نے ولایت کو بھی ختم کر کے اس کا بھی فاتحہ پڑھ دیا تھا۔ کتاب صراط مستقیم کے لکھنے کی ایک غرض یہ بھی تھی۔ کہ زمانہ کے ان جاہلوں کو تنبیہ کی جائے۔ یہ "جاہلوں" کا لفظ شاہ صاحب نے ہی تحریر فرمایا ہے۔ ہم نے اپنی طرف سے زیادہ نہیں کیا۔ مگر یہ ہے بڑا موزوں لفظ خاصکر موجودہ زمانہ کے منکران تعلق باللہ کے لئے۔ جو حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے بھی اسی طرح مطالبات کرنے لگے ہیں۔ جس طرح عموماً جاہلی مثلاً اشتراکی یا فاشی یا جمہوری حکومتوں کے قیام کے لئے مطالبات کئے جاتے ہیں جو سراسر انبیاء علیہم السلام کے طریق اور ان بندگان خدا کے طریق سے متضاد طریق ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کو کائنات کا حقیقی بادشاہ سمجھتے ہیں۔

کون کہتا ہے کہ حکومت الٰہیہ قائم نہ کرو۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ چھٹتے ہی زمینی حکومت پر ہاتھ مارنے سے اللہ تعالےٰ کی بادشاہت نہ صرف اپنے پورے معنی میں ہی قائم نہیں ہو سکتی بلکہ بالکل نہیں ہو سکتی یہ طریق اب ایسا ہی ہے جیسا ریت پر سنگین عمارت قائم کرنا۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے ان دوستوں کو ابھی ان لوگوں جتنی سمجھ بھی نہیں۔ جو جاہلی حکومتیں ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ وہ بھی جب تک اپنے پیچھے موثر رائے عامہ پیدا نہیں کر لیتے۔ چھٹتے ہی حکومت پر ہاتھ نہیں مارتے۔ حکومت الٰہیہ کی عمارت کے قیام کے لئے تو ایمانی چٹان کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے۔ اسلامی بنیاد کے استحکام کے لئے تو ہم ذرا بھی کوشش نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں اسلامی حکومت کی عظیم الشان عمارت تیار ہو جائے۔ بے شک آپ نے حکومت کے ارباب حل وعقد سے یہ مطالبات تو کئے ہیں۔ کہ آئین ساز اسمبلی اسلامی شریعت کے نفاذ کا یقین دلائے۔ لیکن کیا کبھی آپ نے ان ارباب حکومت سے اپنی زندگی کو اسلامی بنانے کا بھی مطالبہ کیا ہے۔ کیا کبھی آپ ان کے پاس گئے ہیں۔ اور جا کر کہا ہے۔ کہ دیکھو آپ نماز نہیں پڑھتے۔ نماز پڑھا کریں۔ آپ روزے نہیں رکھتے۔ روزے رکھا کریں۔ آپ رشوتیں لیتے ہیں رشوتیں نہ لیا کریں۔ آپ میں جو شرعی عیب ہیں۔ ان سے تائب ہو جائیں۔ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ایک بار بھی ایسا نہیں کیا۔ آپ تو کہتے ہیں کہ "اسلامی قانون نافذ کر دو"۔ آخر اسلامی قانون کون نافذ کریگا؟ کیا یہی لوگ کریں گے؟ آپ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ اسلامی قانون کے نافذ ہو گئے ہی۔ کسی جادو سے فوراً خلفائے راشدین کا نمونہ بن جائینگے کیا آپ کا یہی خیال ہے؟ اگر یہی خیال ہے۔ تو بالکل غلط خیال ہے۔ ان سے ایسے مطالبات کر کے آپ اپنی سانس مفت میں ضائع کر رہے ہیں گو "کوثر" کے مدیر محترم آخر میں فرماتے ہیں۔

> "ہم جب پاکستان میں حکومت الٰہیہ قائم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو ہمارے پیش نظر وہ "اپنے" ہوتے ہیں۔ جو اللہ اور اس کے قانون کو تسلیم کرتے ہیں۔ کمی صرف یہ رہ جاتی ہے۔ کہ وہ اسکو اپنی زندگیوں کو عملاً نافذ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے"۔

یہ اسی طرح کی بات ہے جیسا کہ کہتے ہیں۔ کوئی شخص ایک گھوڑے کی بے حد تعریف کر رہا تھا۔ اس کے کان ایسے ہیں پاؤں ایسے ہیں۔ تھوتھنی ایسی ہے۔ دم ایسی پھر جسم اور ٹانگیں کیا کہنا۔ سننے والوں میں سے کسی نے پوچھا کہ واہ سبحان اللہ تمام خوبیاں ہی بیان کئے جاتے ہو گھوڑے کا کوئی عیب بھی بیان کرو۔ تعریف کرنے والے نے کہا بس ایک ہی عیب ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ "ذرا مرا ہوا ہے"۔ اسی طرح کوثر کے مدیر محترم فرماتے ہیں۔ "کمی صرف یہ رہ جاتی ہے۔ کہ وہ اسکو اپنی زندگیوں میں عملاً نافذ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے"۔ بس گھوڑے میں اور تو تمام خوبیاں ہیں۔ ایک ذرا مرا ہوا ہے۔ جب کمی صرف یہ ہے۔ تو پھر آپ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ

> "ہم جب پاکستان میں حکومت الٰہیہ قائم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو ہمارے پیش نظر وہ "اپنے" ہوتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول اور اس کے قانون کو تسلیم کرتے ہیں"۔

کیا اللہ اس کے رسول اور اس کے قانون کو تسلیم کرنے کے اتنے ہی معنے ہیں۔ کیا ایسے ہی پختہ ایمان والے ایسے ہی پختہ ایمانی اولوں سے حکومت الٰہیہ قائم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اچھا تو قیامت تک کئے جائیے ہم روکنے والے کون؟ گو ہم تو یہی عرض کریں گے

کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

(باقی صفحہ ۸ کالم ۱ پر)

غور و فکر کی عادت کی ضرورت اور اسکی اہمیت

(از مکرم ملک مولا بخش صاحب)

قرآن کریم نے جس قدر مختلف رنگوں میں غور و فکر کرنے پر زور دیا ہے شاید ہی کسی مذہبی کتاب نے دیا ہو۔ اگرچہ ایسے مقامات بے شمار ہیں۔ مگر میں مثال کے طور پر چند پیش کرتا ہوں۔ سورہ روم رکوع اول میں حکم دیا ہے کہ اپنے نفوس پر غور کرو اور پھر اُس سے دیگر امور عالم کی طرف ذہن کا انتقال کر دیا ہے۔ سورۃ آل عمران رکوع ۲۰ میں آسمان اور زمین کی پیدائش یعنی جو چیزیں اُن میں ہیں اُن کی پیدائش ان کی غرض اور علت پر غور کرنے کو اہل عقل کا کام بتایا ہے۔ پھر سورۃ رعد میں آسمان اور زمین کی چیزوں پر ذرا تفصیلی نظر ڈالی ہے اور کہا ہے کہ تدبر اور فکر کرنے والوں کے لئے اِن میں نشانات ہیں جو ایسا نہیں کرتے اُن کے لئے یہ سب کارخانہ جس سے اللہ تعالےٰ کے علم اور قدرت کا اظہار اور اُسی ذات پر یقین ہوتا ہے یہ سب ایک بے فائدہ کاروبار ہے۔ پھر سورۃ نساء میں پُر زور الفاظ میں کہا ہے افلا یتدبرون القرآن۔ کیا یہ قرآن پر غور نہیں کرتے یعنی کیوں نہیں کرتے ضرور کرنا چاہیئے پھر سورۃ نحل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور دعویٰ پر غور کرنے کو کہا ہے کہ آسمان اور زمین میں اور ہر جگہ قدرت اور حکمت اسی کے نشان ہیں مگر اُن کے لئے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں دوسرے لوگ اندھوں کی طرح اُن پر سے گذر جاتے ہیں۔ مگر باوجود اِن احکام کی موجودگی کے کیا مسلمانوں نے غور و فکر سے کام لیا؟ ... بلکہ میں نے بعض اوقات اچھے تعلیم یافتہ انسانوں کو یہ کہتے سُنا ہے کہ مذہب میں عقل کا کیا دخل۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اِن قرآن کریم کی ہدایات کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بمتابعت قرآن کریم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت اور خود اپنے دعوے کے متعلق جابجا علمی اور عقلی دلائل دئے ہیں اور غیرت دلانے والے الفاظ میں یہ آیت پیش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے دعوے پر غور کرنیکی دعوت دی ہے قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنیٰ وفرادیٰ ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ ان ھو الا نذیر لکم بین یدی عذاب شدید سبا رکوع ۶۔ کہدے کہ میں تم کو صرف ایک ہی نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ اللہ کے لئے اور اُس کو حاضر ناظر جان کر اکیلے اکیلے اور دو دو کھڑے ہو جاؤ اور غور کرو کہ اِس شخص کی باتیں جو تمہارے درمیان بیٹھنے والا ہے کیا تم پاگلوں والی پاتے ہو۔ جب دوسری باتوں میں اُس کی باتوں کو مدلل اور عقل والی سمجھتے ہو تو یہ کیوں کہتے ہو کہ دعوے کے متعلق اُس کی باتوں میں عقل نہیں یہ تو تم کو اُس عذاب سے ڈراتا ہے جو تمہارے اعمال کے صدقے آنے والا ہے۔ الغرض ہر جگہ غور و فکر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ایک انگریز نے ترقی و تنزلِ اسلام پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں لکھا ہے کہ جب مسلمانوں نے قرآن کریم پر غور کرنا چھوڑ دیا تو اِن میں تنزّل شروع ہو گیا اور پھر ایسی راہ سے ترقی کرینگے جو پہلے اِن کی ترقی کا ذریعہ ہوئی تھی یعنی تدبر فی القرآن۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے کئی بار فرمایا ہے کہ ہم جب حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم پڑھتے پڑھتے بعض امور کی تصریح چاہتے تو آپ فرمایا کرتے آگے چلو۔ جس کا مطلب یہ تھا خود غور کرو۔ چنانچہ ایسا کرنے سے اللہ تعالےٰ نے ہم کو قرآن کریم کی سمجھ دی اور ہمارے علم کو وسیع کر دیا مگر یہ احکام ان بزرگوں کے عمل کے لئے ہی نہیں ہیں ہمارے لئے بھی ہیں۔ مگر باوجود حضرت صاحب کے بار بار توجہ دلانے کے ہم غور و فکر کی عادت چھوڑے جاتے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی چاہتے ہیں کہ حضرت صاحب یا دیگر بزرگان سلسلہ ہی غور کریں اور پکا پکایا نوالہ ہمارے منہ میں ڈال دیں یہ درست نہیں۔ حضور کے ارشادات پر بھی اگر زیادہ غور کیا جاوے تو مزید ایمان اور یقین پیدا ہوتا ہے اور قوتِ عمل بڑھ جاتی ہے اور عمل سے ہی بیڑا پار ہوتا ہے اِس وقت اِس مضمون کے لکھنے کی تحریک مجھے ایک انگریزی مضمون سے ہوئی جس کا آزاد ترجمہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے:-

ذہنی بزدلی یا بے حسی اکثر انسانوں میں بھیڑوں کی سی خو پیدا کر دیتی ہے وُہ خود کبھی نہیں سوچتے اور ہمیشہ وُہ کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ جو وُہ بعض دوسروں کو کرتے دیکھتے ہیں حق یہ ہے کہ اکثر لوگوں کی زندگی کا مدار اور ان کا اوڑھنا بچھونا چند اقوال ہوتے ہیں جن کو وُہ رٹتے چلے جاتے ہیں وُہ کبھی کچھ نہیں سوچتے اور اس طرح اپنے گرد ایک مستحکم دیوار اُس وقت تک بناتے چلے جاتے ہیں۔ جب تک کوئی غور و فکر کرنیوالا انسان منصہ ظہور پر آتا ہے اور اُس دیوار کو چھید دیتا ہے بعض اوقات تو یہ دیوار ایسی پختہ اور باقاعدہ ہوتی ہے کہ جب تک اللہ تعالےٰ کی خاص توفیق اور تائید پا کر کوئی انسان اس غرض کے لئے مبعوث نہ ہو۔ اُس میں رخنہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

خوب سمجھ لو کہ جب یہ صورت ہو کہ ہم کسی ایسے مضمون کو جو ہمارے چھوٹے چھوٹے مرغوب خاطر خیالات کی بھی تائید نہ کرتا ہو یا اُن سے بھی خفیف تر عقاید کی جن کو ہم بُرا سمجھتے ہیں۔ مذمت نہ کرتا ہو پڑھنے یا سُننے پر اُکتانا اور گھبرانا شروع کر دیتے ہیں تو سمجھ لو کہ ہم غور و فکر سے کام نہیں لے رہے ہیں۔

اِسی طرح جب ہم دیکھیں کہ جونہی کوئی کتاب یا اخبار کسی ایسے سوال کو معرض بحث میں لاوے جس کے متعلق ہمارے موجودہ علم کے علاوہ مزید معلومات اور غور و فکر کی ضرورت ہو تو ہم جمائیاں اور اونگھ لینا شروع کر دیں یا جلدی ہی کسی اور کام کے کرنے کی طرف راغب ہونے لگیں تو سمجھ لو کہ ہم کو عادتِ فکر سے نفرت ہے

ایسے ہی جب ہم کسی امر کو سوچنا شروع کریں تو ساتھ ہی تکان اور اونگھ شروع ہو جاوے تو سمجھ لو کہ ہم جانتے ہی نہیں کہ غور و فکر کس جانور کا نام ہے۔

اِن جملہ اقسام کی سستی کو جس قدر بھی جلد دُور کیا جا سکے اچھا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ بچوں کو سکول میں ہی سوچنے اور غور کرنے کی مشق کرائی جاوے۔ یہاں تک کہ یہ ان کی عادت بن جاوے۔

ایک معروف قول ہے کہ "پڑھو ہی نہ بلکہ غور کرو۔" یہ ایک سچی بات ہے بلکہ میں تو یوں کہونگا کہ آپ کبھی بھی نہ پڑھیں بلکہ مطالعہ ہی کیا کریں۔" یہ امر مشکل ضرور ہے لیکن اگر ہم یہ عزم کر لیں کہ ہم کسی ایسی چیز کا مطالعہ کبھی نہیں کرینگے جو ہمارے لئے موجب دلچسپی نہ ہو تو اِس کا حصول مشکل نہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ مطالعہ ایک ایسا پسندیدہ اور دل خوش کن مشغلہ ہے جس کے ذریعہ ہم ایسے مواد سے جو ہمارے لئے موجب دلچسپی ہو زیادہ مرغوب خاطر نتائج حاصل کر سکتے ہیں اگر یہ سوال ہو کہ ہم کو ہمیشہ کیا پڑھنا چاہیئے۔ تو بطور نمونہ میں کہونگا کہ ایسا مطالعہ جو ہم شوق سے کرتے ہیں۔ یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم کو اِس مطالعہ میں جو ہم حصول معلومات (Information) کے لئے کرتے ہیں۔ اور اُس مطالعہ میں جو ہم اچھی تربیت (Formation) کے لئے کرتے ہیں بین فرق پیدا کرنا چاہیئے۔ نیز اُس مطالعہ میں جس کا تعلق ہمارے روزمرّہ کے امور سے ہے اور اُس مطالعہ میں جو ہماری تربیت کے لئے لازمی ہے بھی واضح فرق ہونا چاہیئے۔

جو کچھ بھی ہم پڑھیں ضرور ہے کہ پہلے اوسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور جب اُسکو سمجھ لیں تو اُس پر تنقید کریں۔ ہم کو اپنے اندر یہ استعداد پیدا کرنا چاہیئے کہ کسی نظم یا خیال یا عقیدے یا کسی مصنوع کے متعلق ہم خود ایک ذاتی رائے قائم کر سکیں اور ہماری نظر اُس کے متعلق ایسی وسیع اور غایر ہو کہ ہم پوری قوت سے اُس رائے کا اظہار کر سکیں۔ کیونکہ کسی امر پر تنقید کرنا یا کوئی فیصلہ دینا بھی غور و فکر کا ہی دوسرا نام ہے اہل علم کا قاعدہ ہے کہ وُہ خیالات اور واقعات میں باہم ربط پیدا کرتے ہیں۔ وُہ کبھی کسی چیز کو انفرادی حیثیت میں نہیں دیکھتے بلکہ جب تک اُس کے گرد و پیش کو اور متعلقہ چیزوں کو بھی نہ دیکھ لیں۔ تسکین نہیں پاتے یہ عادت بھی غور و فکر ہی ہے اور یہ اکثر انسانوں کے لئے ممکن ہے کہ اگر وُہ غور و فکر سے کام لیں تو وُہ ایسا ہی کر سکیں مگر اس کیلئے ضروری ہے کہ وُہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے الگ رہیں اور قابل قدر علوم کا ذخیرہ اپنے دل و دماغ میں جمع کرتے رہیں نیز ہر مواد علمی پر جو اُن کے سامنے ہو مختلف پہلوؤں سے آزادانہ نظر دوڑاتے رہیں۔ ایسا کرنے سے اُس میں سے کوئی اچھوتا خیال ضرور پیدا ہوگا۔ غور و فکر کا لازمی نتیجہ ہے کہ کوئی ایسی چیز پیدا کر لی جاتی ہے جس سے دل کو ایک ایسی تسکین حاصل ہو جاوے جو اِس تحقیقات کے شروع میں موجود نہ تھی۔ واقعات پر ہی غور و فکر کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے مگر غور و فکر یعنی وہ روشنی

جو ہمارے دماغ میں قابل قدر واقعات کے اجتماع سے پیدا ہوتی ہے ایک ایسی چیز ہے جس کو بہت احتیاط سے محفوظ رکھنا چاہیئے جو کچھ آدمی سیکھتا ہے یا خود غور سے پیدا کرتا ہے اگر اُس کا انسانی دماغ پر کوئی اثر ہی نہ رہے تو یہ فعل ایسا ہی احمقانہ ہوگا۔ جیسے کوئی شخص اپنی زمین میں ہل چلائے اور بڑی محنت سے اس میں بیج وغیرہ بھی ڈالے لیکن جب فصل پختہ ہو جائے تو پیٹھ پھیر کر چلتا بنے اور اُس کا خیال ہی چھوڑ دے وُہ اُصول جو انسان کی قوتِ فکر میں بلند پروازی پیدا کرنے میں کبھی ناکام نہیں رہا۔ ایک مشہور نصیحت میں مرکوز ہے جو یہ ہے کہ آپ بری کتابیں بھی نہ پڑھیں کیونکہ یہ اتنی ہیں کہ انسانی عمر اس کے لئے کافی نہیں بلکہ چاہیئے کہ آپ صرف وُہ کتابیں پڑھیں جو بہترین ہوں اور اُن میں سے بھی وُہ جن سے آپ کو بہت بڑا حظ حاصل ہو۔ بلا شبہ اعلیٰ درجے کی کتابیں۔ عظیم الشان انسانوں کے حالات بڑے بڑے مسائل اور اہم واقعات اور اُن سے جو سبق حاصل ہو سکتے ہیں بلندی افکار پیدا کرتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ جس قدر بھی ہم کو فرصت کم ہو اُسی قدر زیادہ احتیاط قابل مطالعہ کتب کے انتخاب میں کرنا ضروری ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ کئی انسان جو اپنے کار و بار میں بالکل منہمک ہوتے ہیں بعض اوقات ایسی اعلیٰ دماغی تربیت کا ثبوت دیتے ہیں کہ ہم حیران رہ جاتے ہیں۔ عموماً اسکی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ خود محنت نہیں بلکہ اُس تکان میں بھی جو اُسکے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ بلند خیالی مرکوز ہوتی ہے مگر ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایسے انسانوں کو اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ وُہ اپنے دماغ کو کسی ادنیٰ کام میں مصروف ہونے دیں آپ بھی بعض اوقات کہدیا کرتے ہیں "ہم کو فرصت نہیں" کیا یہ سچی بات ہے یا جو آپنے اور لوگوں کو کہتے سُنا ہے آپ محض اُس کا اعادہ کر رہے ہیں۔ ایسا کہنے میں ہرگز جلدی نہ کریں بلکہ دیانتداری سے اپنے نفس کا محاسبہ کریں اور پھر جواب دیں کہ کیا آپ کے پاس واقعی ایسا کوئی وقت نہیں جو مفید تر طریق پر استعمال ہو سکتا ہو۔ ہمارا مطالبہ آپ کے اُس وقت پر نہیں جو آپ اپنے کاموں میں یا ورزش کے لئے یا اپنے گھر والوں یا دوستوں [illegible] کے لئے صرف کرتے ہیں بلکہ ہماری [illegible] سے ہے جو آپ اپنی مزعومہ [illegible] صرف کرتے ہیں جس سے آپ کو کوئی حقیقی راحت حاصل نہیں ہوتی یا جو آپ کلب میں محض خوش گپیوں یا ادنیٰ قسم کی کھیلوں میں یا ہفتہ وار سیر و شکار میں جس کا فائدہ یقینی

نہیں یا بے سُود سفروں میں خرچ کر دیتے ہیں کیا تم سمجھتے ہو کہ تھوڑا تھوڑا وقت جمع کر کے کس طرح ضائع ہونے سے بچایا جا سکتا ہے آؤ ہم بتائیں۔ ایک فاضل آدمی تھا کہ اُسکی بیوی کی عادت ایسی تھی کہ جب وُہ کھانے کیلئے جاتا تو کچھ وقت اُس کو انتظار میں رہنا پڑتا۔ کچھ عرصہ کے بعد اُس کو خیال گذرا کہ اس تھوڑے سے وقت میں بھی چند سطور تو ضرور لکھی جا سکتی ہیں چنانچہ اُس نے مناسب جگہ پر کاغذ قلم دوات رکھنے کا انتظام کر لیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ اس وقت میں اُس نے چند سالوں میں ایسی متعدد کتابیں تصنیف کر لیں۔ جن میں اعلیٰ درجہ کے روحانی افکار درج ہیں۔ بھلا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ ریل گاڑیوں اور کاروں اور لاریوں میں سفر کرتے ہوئے آپ کیا کرتے رہتے ہیں اگر یہ صحیح ہو کہ آپ کچھ بھی نہیں کرتے اور پورے سکون اور اطمینان سے بیٹھے رہتے ہیں تو بھی خیر ہے لیکن اگر آپ کا یا انتظار کا وقت اضطراب میں گذرتا ہے تو یہ آپ کا اپنا قصور ہے۔ انسانوں کو دو طبقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک بڑا طبقہ تو وُہ ہے جس کو انتظار سے نفرت ہے اور وُہ کڑھتے رہتے ہیں اور اس سے تنگ آجاتے ہیں۔ دوسرے طبقہ میں چند خوش نصیب ایسے بھی ہیں جو انتظار کی گھڑیوں کو اس لئے غنیمت سمجھتے ہیں کہ اُن میں اُن کو غور و فکر کے لئے فارغ وقت مل جاتا ہے۔

آخر میں یہ ذکر دینا مناسب ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے جن کو قدرت نے جہاں شوق عمل بخشا ہے وہاں اُن کی عادت تساہل سے بھی برابر کا حصہ دیا ہے اس سے بڑھ کر حقیقی اور حوصلہ افزاء اصول نہیں ہو سکتا جو ایک یونانی قول میں مرکوز ہے کہ کام کا آغاز آدھا کام ہے۔

Beginning is half [illegible] thing

جو لوگ بہت مصروف ہوتے ہیں۔ اُن کو تو ہر کام کے لئے وقت مل جاتا ہے مگر اُن کے بالمقابل بالکل فارغ اور بہت فرصت والے لوگوں کو کسی کام کے کرنے کے لئے وقت ہی نہیں ملتا۔ پس چاہیئے کہ ہر مفید اور اچھے کام کو تکمیل کی نسبت سے شروع کر دیں اور اُسکی تکمیل کے درپے رہیں اور یہ کہتے ہوئے دعائیں کرتے رہیں اپنی توفیق عمل کو اُبھارتے رہیں۔

آغاز کردم برسانش بانتہا

وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ

(از مرزا محمد حیات صاحب تاثیر)

قرآن پاک ایک ایسی زندہ کتاب ہے جو قیامت تک کے لئے دُنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہے اور اس کی پیشگوئیاں ہر زمانہ میں پوری ہو ہو کر اسلام کی صداقت کا نشان پیش کرتی رہینگی۔ چنانچہ مندرجۂ عنوان آیت بھی ایک ایسی پیشگوئی ہے جو آج سے پہلے کسی زمانہ میں بھی پوری نہیں ہوئی۔ دُنیا کے کسی مورخ سے پوچھ کر دیکھ لو کہ یہ علامات کس زمانہ پر صادق آتی ہیں۔ تو وُہ فوراً کہہ اُٹھیگا کہ یہ تو اسی زمانہ کی علامات بیان کی جا رہی ہیں پہلے کسی زمانہ میں ایسے حالات پیدا نہیں ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ اور جب پہاڑ چلائے جائینگے۔ جبل کے کئی معنی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہیں کہ سید القوم و عالمھم۔ چنانچہ عرب کہتے ہیں فلانٌ جبلُ قومہ کہ فلاں اپنی قوم کا جبل ہے یعنی اس قوم کا سردار اور بڑا عالم ہے (اقرب) اسی طرح سَیّرَ کے ایک معنے اخراج اور جلا وطنی کے بھی ہیں جیسے اقرب میں ہے کہ سیّرہ من بلدہ۔ اس کو اپنے شہر سے نکالدیا اور جلا وطن کر دیا۔ گویا اس آیت شریفہ میں یہ پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ آئے گا جب علماء اور ساداتِ قوم کو ملکوں میں سے نکال دیا جائے گا اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کی مثال سوائے اس زمانہ کے آج سے پہلے کہیں بھی نہیں ملتی۔ ایک طرف روس سے ایسے مذہبی لوگوں کو جو دین کی سیاست پر مقدم رکھتے ہوں نکال دیا گیا تو دوسری طرف ترکوں نے مذہب پر ایسا ہاتھ صاف کیا کہ اگر نماز پڑھنی ہو تو ترکی میں۔ قرآن پڑھا جائے تو ترکی میں اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اُسے قید کر دیتے یا ملک سے نکال دیتے ہیں۔ پھر جرمنی اور اٹلی سے بھی انہیں نکال دیا گیا۔ اسی طرح بعض اور ممالک میں اُن سے یہ سلوک کیا گیا اور مقام عزت سے اتار کر انہیں اس طرح پھینک دیا گیا جس طرح جانور کا جھول اُتار کر پھینک دیا جاتا ہے غرض یہ پیشگوئی نہایت واضح رنگ میں پوری ہوئی اور مختلف ممالک نے مذہبی لیڈروں کو جلا وطن کر دیا۔ مگر ان سب سے بڑھ کر جس شان کے ساتھ اس پیشگوئی کا ظہور ہندوستان میں ہُوا وُہ ہر ادنیٰ سا علم رکھنے والے انسان پر بھی روز روشن کی طرح واضح ہے مذہب کی آڑ میں سیاسی اغراض پوری کرنے کے لئے کس طرح ہندو مسلم سوال پیدا کیا گیا اور پھر ہندوستان تقسیم ہونے کے بعد جس رنگ میں قوم کے لیڈروں اور علماء کو اپنے آبائی وطنوں سے جبراً نکالا گیا یا قید کیا گیا اُسے دیکھ کر ایک معمولی سی عقل کا انسان بھی بے اختیار پکار اُٹھتا ہے کہ اوہو! قرآن کریم کی یہ پیشگوئی کتنے واضح طور پر پوری ہوئی ہے۔

مگر اے مسلم۔ ہاں اے احمدی مسلم۔ غمگین مت ہو۔ بیشک تجھے گھر سے نکالا گیا۔ سب مال و اسباب لوٹا گیا لیکن مایوسی تم پر نہ چھائے اور یہ بھی سچ ہے کہ تیرا پیارا اور محبوب مرکز تجھ سے عارضی طور پر چھین لیا گیا مگر ناامیدی تیرے پاس بھی نہ پھٹکنے پائے کہ جس خدا نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ میں مذہبی لیڈروں اور علماء کو اپنے ملک سے نکال دیا جائیگا اور وُہ ذلیل کئے جائینگے اُس خُدا نے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا تھا کہ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ اُس وقت وحشی اور جاہل باشندے ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ اکٹھے کئے جانے کے بعد ہلاک کر دئے جائیں گے اور تعلیم محمدی کی تیغ براں اُن کی نخوت اور جہالت سے اُٹھی ہوئی گردنوں کو کاٹ کر رکھ دیگی اور وُہ کبھی بھی دنیا میں زندہ نہ رہ سکیں گے جب تک کہ اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اپنے آپ کو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ کرلیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پتہ

جو احباب ساڑھے سولہ فیصدی سے تینتیس فیصدی یعنی تحریک ستمبر میں شریک ہو رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنا وعدہ براہ راست حضور کی خدمت میں بھجوائیں ان کی اطلاع کے لئے حضور کا پتہ درج ذیل ہے:-

"بحضور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
یارک ہاؤس لیٹن روڈ کوئٹہ" (ناظر بیت المال)

قیمتی لٹریچر

صیغہ نشر و اشاعت نے مندرجہ ذیل نہایت قیمتی لٹریچر شائع کیا جو اب تھوڑی سی تعداد میں باقی ہے جن جماعتوں کو ضرورت ہو مہربانی فرما کر جلدی منگوالیں (۱) "الکفر ملۃ واحدۃ" از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ قیمت ۸/۱۲ روپیہ فی سینکڑہ علاوہ محصولڈاک (۲) "آخر ہم کیا چاہتے ہیں" "متفرق ل

زمین کے کناروں تک - عدن میں تبلیغ احمدیت

تبلیغی رپورٹ ماہ مئی ۱۹۴۸ء

(از مکرم مولوی غلام احمد صاحب - واقف زندگی)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ماہ پیغام احمدیت پہنچانے کے خاکسار کو بہت سے مواقع ملے بیسیوں اصحاب کے گھروں پر جاکر احمدیت کی تعلیم پہنچائی گئی۔ کئی مجالس میں شریک ہوا - اور مختلف مسائل پر گفتگو کرنے کا موقع ملا - بعض کلبوں میں جاکر اسلام کی حقیقی تعلیم جو اس زمانہ کے مامور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کی ہے - اس سے لوگوں کو آگاہ کیا گیا - بعض علماء کی رہائش گاہ پر پہنچ کر گفتگو کا موقعہ ملا - اور مسیح موعود کی آمد کی انہیں خوشخبری پہنچائی گئی غرضیکہ یہ دن بہت خیر و خوبی سے گزرے - اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری حقیر اور ناچیز مساعی میں برکت ڈالے اور انہیں بار آور فرمائے آمین

ان ایام میں جن اصحاب تک احمدیت کی آواز پہنچائی گئی - ان کی مجموعی تعداد ایک صد سے زیادہ ہی ہوگی - اور ان میں اکثر کو ان کی فرودگاہوں پر جاکر تبلیغ کی گئی - اکثر اصحاب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب مطالعہ کے لئے دی گئیں - جن میں سے بعض کتب کے نام یہ ہیں -

لجۃ النور - اعجاز المسیح - التبلیغ - استفتاء الخطاب الجلیل اور تحفہ بغداد قریباً یہ کتب تئیس ۲۳ اصحاب تک پہنچائی گئیں اور ان سے عرض کی گئی - کہ وہ ان کا مطالعہ کریں تا ان پر احمدیت کی صداقت ظاہر ہو - اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں کو حق کی قبولیت کے لئے کھول دے - اور صداقت پر ہر محبوب چیز قربان کرنے کی توفیق دے آمین - عربی کتب کے علاوہ بعض اردو تحقیق خواں طبقہ کو مطالعہ کے لئے دیتا رہا - جن میں قابل ذکر دعوۃ الامیر اور تحفہ ویلز چشمہ معرفت ہیں - یہ صاحب ان کتب کا بڑے شوق سے مطالعہ کر رہے ہیں - احمدیت کے بہت قریب ہیں - اور بعض اوقات احادیث کی صداقت کا اعتراف بھی کرتے ہیں - لیکن اپنے ماحول کی وجہ سے ابھی تک آخری قدم اٹھانے کی جرأت نہیں کرتے - تمام بزرگان سلسلہ اور جماعت احمدیہ سے دعا کی درخواست ہے - کہ وہ ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں قبولیت صداقت کے لئے توفیق دے - اور انہیں انشراح صدر عنایت فرما کر ان پر احمدیت جیسی پاک اور مبارک تحریک میں شامل ہونے کی توفیق دے - آمین

سلسلہ احمدیہ کی عربی اور اردو تالیفات کے علاوہ پچاسوں عربی انگریزی اور اردو چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ تقسیم کئے گئے - اور لوگوں سے استدعا کی گئی - کہ وہ ان کا مطالعہ کریں -

اس کے علاوہ ہمارے احمدی عرب دوست محمد عبد اللہ بھی تبلیغ اسلام میں مشغول رہے روزانہ لوگوں تک پیغام احمدیت پہنچانا - انہوں نے اپنے نفس پر فرض کیا ہوا ہے - شاذ ہی کوئی دن گذرا ہو - کہ انہوں نے پانچ چھ اصحاب تک احمدیت کی آواز نہ پہنچائی ہو گی - اللہ تعالیٰ سے دعا ہے - کہ وہ ان کے اخلاص اور ایمان میں برکت پر برکت ڈالے - اور انہیں ایمان اور عرفان اور علم سے مالا مال کر دے - آمین -

خاکسار انہیں قرآن کریم کی تفسیر اور بعض ضروری تبلیغی نوٹ بھی لکھاتا رہا - مثلاً صداقت مسیح موعود از روئے قرآن کریم - وفات مسیح اور اسی طرح دیگر اختلافی مسائل سمجھاتا رہا -

یہ مختصر سی ہماری حقیر سی تبلیغی مساعی کا نقشہ ہے اور سلسلہ کے بزرگان سے درخواست دعا ہے - کہ وہ ہماری کامیابی کے لئے دعا فرماتے رہا کریں - وما توفیقی الا باللہ

تاریخ غلاماں میں سے کچھ (بقیہ صفحہ ۲)

سامنے کی تحریروں کو بھی دیکھئے چند علماء ہمعصر کا بیان ہے - ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عالم نزع طاری تھا - ہم نے آپس میں کہا - ان کو کلمہ توحید کی تلقین حسب فرمان حضور صلعم کی جائے - مگر آپ کی جلالت شان کی وجہ سے ایسا نہ کر سکتے تھے - حیا مانع تھی - آخر ہم نے اس حدیث کا تذکرہ شروع کر دیا - جس میں ایسی تلقین کی ہدایت ہے - حضرت ابو ذرعہ نے حدیث کے راویوں کے متعلق کچھ غلطی یا اختلاف محسوس کر کے اسی عالم نزع میں فرمایا - کہ اس کی اسناد یہ ہیں - اور حدیث یوں ہے - عن معاذ من کان آخر کلامہ لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ - اسی حالت میں آپ کا وصال ہو گیا - رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے -

تحریک ستمبر ۱۹۴۷ء میں شمولیت کے باوجود تحریک جدید کا وعدہ بھجوانا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مخلصین جماعت تحریک ستمبر ۱۹۴۷ء میں شمولیت فرما رہے ہیں - اور حسب توفیق ۱۶½ / ۳۳ / ماہوار چندہ بلکہ بعض اس سے زیادہ رقم کے بھی وعدے لکھوا رہے ہیں - سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ تحریک ایسی ہے - کہ اب احباب جماعت کے لئے چندے کی تحریک میں حصہ لینا اور اس کی باقاعدہ ادائیگی آسان ہو گئی ہے - اس لئے اب کوئی دوست ایسے نہ رہنے چاہئیں جو تحریک جدید میں شامل نہ ہوں - تحریک جدید کے ذریعے غیر ممالک میں تبلیغ کا ایک وسیع سلسلہ نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہے - اور کسی مومن کا دل یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس میں اس کا حصہ نہ ہو - اس لئے اگر آپ ابھی تک اس مبارک تحریک کی برکات سے محروم ہیں - تو آج ہی اپنا وعدہ ارسال فرمائیں - اگر آپ حضرت اقدس کی تحریک ستمبر ۱۹۴۷ء میں شمولیت فرما رہے ہیں - تو بھی دفتر ہذا کو اپنے وعدے سے اطلاع ضرور دیں - تاکہ آپ کی ماہوار رقم سے باقاعدہ قسط آپ کے وعدے کی ادائیگی وضع ہوتی رہے - (نائب وکیل المال تحریک جدید)

ضلع سیالکوٹ کے لئے مبلغ

مولوی عبد الخالق صاحب واقف زندگی تحریک جدید جو افریقہ میں فرائض تبلیغ سر انجام دے کر واپس تشریف لائے ہیں - انہیں ضلع سیالکوٹ کے لئے مبلغ تجویز کیا گیا ہے - ضلع سیالکوٹ کی تمام جماعتیں تبلیغی جدوجہد میں ان سے مشورہ کریں - اور ان سے تعاون فرمائیں - (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

شکریہ احباب و درخواست دعا

میری جیل سے رہائی پر بہت سے احباب کی طرف سے مبارکباد کے خطوط موصول ہوئے ہیں جن کا میں فرداً فرداً جواب نہیں دے سکتا - اس لئے اخبار کے ذریعہ سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں - ان دنوں میں آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہوں - احباب سے درخواست ہے - کہ وہ صحت کے لئے دعا فرمائیں

(میجر چوہدری) شریف احمد باجوہ

درخواست ہائے دعا

میری ہمشیرہ صاحبہ (اہلیہ ڈاکٹر سید اعزاز حسین صاحب مرحوم) عرصہ سے بہت بیمار چلی آتی ہیں - احباب سے التجا ہے کہ بارگاہ احدیت میں دعا فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ انہیں جلد شفا دے -

(خاکسار عزیز الدین خان سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کیمبل پور)

میرا لڑکا عزیزی نور علی ایک لمبے عرصے سے بیمار ہے احباب درد دل سے دعا فرمادیں -

(حکیم یوسف علی مفرح حیات دواخانہ فلیمنگ روڈ لاہور)

۱۵ ر جون کی افواہوں کے پیش نظر حکومت کی طرف سے سرحدوں پر حفاظتی اقدامات

پاکستان کی سرحد پر کچھ خوشگوار لمحے

لاہور ــــــ نامہ نگار خصوصی ــــــ ہم ہوا

جسے یقین نہ آئے وہ گنڈا سنگھ والا کے قرب وجوار کے سرحدی دیہات میں ایک چکر لگا کر دیکھ لے کہ ان دیہات میں رہنے والے مردان دلیر شہری فضا کے پر وردوں کی ۱۵ ر جون کے متعلق اڑائی ہوئی افواہوں کا کسقدر مذاق اڑاتے ہیں۔

نہر پر کام کرنے والے اوورسیروں۔ مستریوں اور معماروں و مزدوروں کے علاوہ اب کے خلاف معمول آس پاس تھانہ گنڈا سنگھ والا کی پولیس اور بورڈر پولیس کے حکام بھی گھوڑے دوڑاتے نظر آئے۔ میرے دریافت کرنے پر ان میں سے ایک نے بتایا۔ ہمیں ہدایات پہنچی ہیں کہ دہشت زدہ لوگوں کی ڈھارس بندھائیں اور انہیں بتائیں کہ ۱۵ ر جون کا ہوّا محض بزدلوں کا واہمہ ہے۔ اور اس سے ڈر نے یا ڈر کر بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن ہم جس ٹولی کے پاس بھی گئے ہیں۔ وہ ہماری بے محل نصیحت پر محض ہنس ہی دی ہے کہ جب ہم ۱۵ ر اگست سے نہ ڈر سکے تو ۱۵ ر جون بھلا کہاں ہمارے پائے استقلال کو ڈگمگا سکتی ہے۔

نہر کی کھدائی

نہر کافی حد تک کھودی جا چکی ہے۔ اور اب تو بعض جگہوں پر مشینیں بیول درست کرنے پر لگی ہوئی ہیں۔ نہر کے محکمے کے ایک ذمہ دار افسر نے مجھے بتایا کہ جوں جوں ہمارا یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچتا جا رہا ہے۔ مشرقی پنجاب والوں کا اضطراب بڑھ رہا ہے۔ دو چار دن ہی کی بات ہے۔ کہ ان کے ایک ایس۔ ڈی۔ او صاحب اور دو سیروں اور چار ملٹری کے سپاہیوں کی معیت میں موٹر لانچ پر سوار ہو کر چوری چھپے نہر کے فوٹو وغیرہ اتارنے کے لئے آئے ہمارے بورڈر پولیس کو نہ جانے کس طرح ان کی آمد کا علم ہو گیا کہ انہوں نے ان مسلح گورکھوں ایس ڈی۔ او صاحب اور دونوں اوورسیروں کو گرفتار کر لیا۔ گو بعد میں حکومتوں کی کسی مصالحت کے پیش نظر انہیں پھر رہا کر دیا گیا۔ مشرقی پنجاب سے آنے والی اس جمعیت کو بڑے بند کے عین نزدیک اولی کے پاس گرفتار کیا گیا تھا

حفاظتی اقدامات

بورڈر پولیس کے انچارج کی زبانی معلوم ہوا کہ کل تک ۱۳ سرحدی دیہات میں ۱۲۔ ۱۳ اور ۱۴ ۱۴ سپاہیوں کی پکیٹیں متعین تھیں۔ لیکن اب ہر گاؤں میں باقاعدہ ایک ایک پلاٹون متعین کی جاری ہے۔ جو چوبیس گھنٹے سرحد پر پیٹرول کیا کرے گی۔ کیونکہ حکومت نے ان دیہات کے لئے مزید پلاٹونوں کی منظوری دیدی ہے۔

میرے سوال کرنے پر کہ کیا ان پلاٹونوں کا تعین عوام کے حوصلے کے پیش نظر لابدی تھا آپ نے بتایا کہ خدا کے فضل سے عوام کے حوصلے اسقدر بلند ہیں کہ پہلی متعینہ پکیٹیں بھی بہت کافی تھیں دراصل یہ لوگ حوصلے بلند اور ارادے پختہ ہیں۔ وہ پاکستان کی عظمت وآبرو پر جان پر کھیل جانے پر تلے ہوئے ہیں۔ حکومت کے اس اقدام سے تو دشمن کی ایسی ناکہ بندی ہو جائیگی کہ وہ بدنیتی سے آنکھ تک اٹھا کر دیکھنے کے قابل نہ رہ سکیگا۔

آمد و رفت کی سہولتیں

نہر کی کھدائی اور دیگر بحالیاتی سرگرمیوں کی وجہ سے اب تو لاہور سے گنڈا سنگھ والے تک تانتا بندھا رہتا ہے۔ کوٹھی کے نزدیک چاندنی رات میں کھیوں کا منظر۔ اور پچھلی رات کے تھکے ماندے مزدوروں کے گیتوں کا منظر با حول میں ایک عجیب قسم کا پرلطف کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔

ہیضے کی وبا

ہیضے کی وبا نسبتہً کم ہے۔ تاہم ٹیکے لگانے کی مہم جاری ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب کے کہنے کے مطابق اس مہینے میں آس پاس کے دیہات میں کوئی کیس نہیں ہوا

آٹے کی بلیک مارکیٹ

لیکن ان تمام خوشگوار باتوں کے باوجود ایک بات جو افسوسناک ہے مجھے موقع ذرائع سے معلوم ہوئی اور جس نے اس سفر کا سارا کیف دور کر دیا وہ یہ تھی کہ لنگر کا آٹا اور دالیں اس کے کارکنوں کی بدنیتی اور بے پرواہی کے طفیل بلیک مارکیٹ میں بکتی ہیں۔

قصور متوسط درجے کے کئی ہوٹل لنگر کے اپنی کارکنوں کی چوری کی ہوئی اشیاء پر چل رہے ہیں۔ افسوس جا بیجا اس نازک صورت حالات میں بھی ہمارے اپنوں میں سے بعض پرائے بن کر اپنی ہی مملکت کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں کوشاں ہیں۔

امن و دوستی کا آخری پیغام۔ سید قاسم رضوی کی تقریر

حیدرآباد کی صورت حالات

حیدرآباد دکن ۱۳ جون۔ نظام گورنمنٹ کے ایک سرکاری ترجمان نے بتایا۔ کہ ہندوستانی حکومت نے فوجوں کو جو حکم دیا ہے۔ کہ وہ حملہ آوروں کے تعاقب میں سرحدات کو عبور کر کے ریاست کی حدود میں چلی جائیں۔ اس کا حق سوائے معاہدہ کی رو سے ہندوستان کی حکومت کو ہے۔ اس قسم کا حق نظام گورنمنٹ کی فوجوں کو بھی تھا۔ وہ بھی حملہ آوروں کے تعاقب میں ہندوستانی سرحدوں کو عبور کر سکتی ہیں۔ اس کے مطابق نظام گورنمنٹ نے بھی اپنی فوجوں کو حکم دیدیا ہے۔ کہ وہ حملہ آوروں کا تعاقب کرتے وقت ہندوستان کی سرحدات کی پرواہ نہ کریں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ عثمانی فوجوں کو تین میل ریاست کے اندر پیچھے ہٹ آنے کا حکم دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس علاقہ کے نظم ونسق سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی گئی ہے۔

حسن آباد ڈسٹرکٹ کے مجسٹریٹ نے حیدرآباد کو جانے والی تمام ریل گاڑیوں کے لئے بکنگ بند کر دیا ہے

ناگپور کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ صوبہ متوسط کی سپیشل کانسٹیبلری جو جیند امیں مقیم تھی۔ اس نے جمعہ کی رات کو حیدرآباد کی سرحدوں کو عبور کیا۔ اور رضاکاروں کی ایک جماعت پر حملہ کر دیا۔ جس پر بعد میں یہ الزام لگایا کہ وہ ایک سرحدی گاؤں پر حملہ کرنے آئے تھے۔ یہ خبر ناگپور کے ایک مقامی اخبار نے شائع کی تھی۔ سید قاسم رضوی صدر مجلس اتحاد المسلمین نے دارالسلام میں ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ آج میں ہندوستانی یونین کو دوستی اور امن کا ایک پیغام دیتا ہوں۔ میں یہ آخری پیغام حیدرآباد کے عوام کی طرف سے دیتا ہوں۔ اگر ہندوستانی اعلان جنگ ہی کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ اپنی قبر کھود رہے ہیں۔ اور اس سے ان کی ہستی نیست ونابود ہو جائے گی۔

اگر ہندوستان نے اعلان جنگ کر دیا۔ تو ہم دنیا کو یہ دکھا دیں گے۔ کہ علاوہ تشدد اور امن کے بھی خواہاں ہے ہماری صلح کی پیش کش کو کس طرح ٹھکرا دیا۔ آپ نے مزید کہا۔ کہ خواہ کسی قسم کی حکومت بنائی جائے میں اس کا خیر مقدم کروں گا۔ بشرطیکہ تناسب کی بنیاد موجود اسمبلی کی نشستوں کی تقسیم کے مطابق ہو۔ اس کے علاوہ جو دستور ساز اسمبلی بنائی جائے۔ وہ بھی اسی تناسب کے مطابق ہو۔

آپ نے ہندوستانی یونین کی طرف سے حیدرآباد کے معاشی انقطاع کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اپنی آزادی کے مقدس کاز کے لئے ہم اپنی جانیں تک قربان کر دیں گے اس لئے اس قسم کے اقتصادی بائیکاٹ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

پٹیل سے بیٹن کی آخری ملاقات

نئی دہلی ۱۳ جون۔ لارڈ مونٹ بیٹن۔ لیڈی مونٹ بیٹن اور پنڈت نہرو نے آج ڈیڑھ دو دن میں سردار پٹیل سے ان کے مکان پر ملاقات کی معلوم ہوا ہے کہ مسٹر پٹیل سے لارڈ مونٹ بیٹن کی یہ یہ آخری ملاقات ہے

تعلق باللہ۔ (بقیہ صفحہ ۴)

مدیر محترم کے تیر و نشتر کا آخری جملہ حسب ذیل ہے "جو حذا کو بادشاہ حقیقی تسلیم کرتے ہیں۔ ان کو اس بات پر آمادہ کیجئے کہ وہ صرف تکوینی طور پر ہی نہیں بلکہ تشریعی لحاظ سے بھی خدا کو اپنا بادشاہ تسلیم کریں۔"

اس ضمن میں ہم مدیر محترم سے ایک سوال کرتے ہیں اور آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ کم از کم ایک ہفتہ بعد دو رات کو سوتے وقت ایک گھنٹہ سوچا کریں اور اس کے بعد جو جو اب ان کی سمجھ میں آئے۔ ہمیں بھی اس سے مطلع کریں۔ ہم استخارہ کرنے کے لئے اس لئے نہیں کہتے کہ آپ استخارہ کے قائل نہیں۔ سوال حسب ذیل ہے۔

کیا ایک امر تکوینی سے کھڑا ہونے والا الامام المہدی لوگوں کو اس بات پر آمادہ کر سکتا ہے۔ کہ وہ صرف تکوینی طور پر ہی نہیں۔ بلکہ تشریعی لحاظ سے بھی خدا تعالٰے کو اپنا بادشاہ تسلیم کریں؟